Rohtas Mahila College , Sasaram

Dr Shahla Bano

Dept of Urdu

Course:-BA part 1 Hons paper 2nd (2019-20)

Topic:- Baalay-e-Jibreel Allama Iqbal

Scanned with CamSca

"جبریل و ابلیس"

اقبال سے پہلے بھی مسئلہ "جبر و شر" پر بحثیں ہوئی ہیں۔ کیونکہ اس کا
تعلق انسان کی ابتدا سے ہے۔ اس لئے مذہبی کتابوں میں بھی بزرگوں
نے بھی ابلیس کے شر سے پناہ مانگی ہے۔ چاہے وہ گایتری منتر ہو یا
سورہ فاتحہ۔ اقبال ابلیس کو شر کی علامت کہہ کر محدود قرار نہیں دیتا
بلکہ ایک طاقت کے طور پر پیش کیا ہے جس کی موجودگی میں نیکی کی قوتوں
کو پنپنے میں مدد ملتی ہے۔ اگر بدی کی منہ زور طاقت موجود نہ ہو تو
نیکی کمزور اور ڈھیلی ڈھالی پڑ جاتی ہے۔ اقبال کا یہی نظریہ ابلیس
"بال جبریل" میں ایک انوکھے انداز میں قاری کے سامنے آتا ہے۔
جب جبریل و ابلیس کی ملاقات ہوتی ہے تو اور جب جبریل اسے
ہمدم دیرینہ کہہ کر مخاطب کرتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے کہ دنیا میں
تیری بسر کیسی ہو رہی ہے۔ جواب میں ابلیس جذبہ ~~کافخر~~ تفاخر سے
جواب دیتا ہے کہ دنیا کا ہر فرد سوز و ساز، درد و داغ اور آرزو سے
تڑپ رہا ہے۔ ابلیس اپنی تعریف کرتا ہے کہ یہ سب میری ہی کوشش کا
کرشمہ ہے۔ میں نے انسان کے دل کو درد و داغ و خواہش و جستجو سے
لبریز کر دیا ہے۔ یہ سن کر جبریل اسے گزرا ہوا زمانہ یاد دلانے کی
کوشش کرتا ہے کہ آسمانوں پر فرشتوں میں ہمیشہ تیری ہی باتیں ہوتی
رہتی ہے۔ اے ابلیس! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اب تیرا مدتوں پرانا
چاک دامن رفو ہو جائے؟ ابلیس اس کے جواب میں کہتا ہے کہ تو اس
سے واقف نہیں کہ خدا کا حکم نہ مان کر ایک ایسی لغزش سے ہمکنار
ہو گیا ہوں کہ اب جنت میں جانے کی قطعی خواہش نہیں ہوتی۔
کہاں دنیا کے ہنگامے، اس کی رنگینیاں اور کہاں جنت کی خاموشی۔
میں نے اتنا بڑا گناہ کیا ہے کہ اب میں یقیناً خدا کی رحمتوں سے
مایوس ہو گیا ہوں۔ مگر میری اسی نافرمانی نے کائنات کو سوز و
دردوں سے لبریز کر دیا ہے۔ جبریل ابلیس کے جواب میں مایوس نہیں
ہوتا ہے۔ اور اپنے مخصوص انداز سے سمجھاتا ہے کہ تو نے ان کاموں کے

Scanned with CamScanner

Mo Tu We Th Fr Sa Su

Memo No.

Date

اتنا بلند مقام تو کھو ہی دیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ تو کھنا بھی کیا جو کبھی تھا خدا کے نزدیک تمام فرشتوں کی بے آبروئی کا باعث بن گئی ہیں۔

اس کے جواب میں ابلیس اپنے پورے جاہ و جلال اور کر و فر میں نمایاں ہوتا ہے اس کی جہد و عمل سے لبریز شخصیت جواب دیتی ہے ؎

ہے مری جرأت سے مشت خاک میں ذوق نمو
میرے فتنے جامۂ عقل و خرد کا تار
جو دیکھتا ہے تو فقط ساحل رزم خیر و شر
کون طوفان کے طمانچے کھا رہا ہے میں کہ تو
خضر بھی بے دست پا الیاس بھی بے دست پا
میرے طوفان یم بہ یم دریا بہ دریا جو بہ جو
میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تو فقط اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو۔

دراصل اقبال نے ابلیس کے کردار کو بہت ہی اہم بنا دیا ہے۔ اس کے مقابلے میں انسان کی حیثیت کچھ بھی نہیں۔

کیا اقبال شر کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خوش ہیں۔ یہ سوال ذہن کو منتشر کئے ہوئے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک طرف شر کی بڑھتی ہوئی طاقت سے دنیا میں رنگینی اور دلچسپی قائم ہے تو دوسری طرف انسان کو جد و جہد کرنے میں مدد ملتی ہے۔ رات جتنی اندھیری ہوگی ستارے اتنے ہی زیادہ پُر روشن اور تابناک ہوں گے۔ انسان کی یہ جد و جہد اسے خوبی کی طرف لے جاتی ہے اور انسان خدا کے قریب سے قریب تر ہوتا جاتا ہے۔

دوسری طرف اقبال کا مقصد یہ ہے کہ وہ معتوب ہستی جو جنت سے نکالی گئی ہے وہ آج دنیا پر حکمرانی کر رہی ہے۔ ملکوں کی تقسیم، خون و خرابہ، جنگ، قتل عام یہ سب اُس شر کی بڑھتی ہوئی طاقت کی بدولت ہے۔ اقبال کا مقصد لوگوں میں غیرت دلانا ہے اور بدی کے خلاف جد و جہد کرنے پر اکسانا ہے تاکہ نیکی کی قوت بدی پر غالب آ سکے

Scanned with CamScanner